

مختصر لباسی کی تباہ کاری

ڈاکٹر لیونڈ کیجا یف / ترجمہ: سلیم منصور خالد

کیا بے جوابی اور حیا صرف اسلام کا مسئلہ ہے یا اس کا تحقق خود انسانیت سے بھی ہے؟ روس صدیوں تک قدامت پسندِ مسیحیت اور زار شاہی کے تابع رہا۔ پھر کارل مارکس کی فکر اور کیونٹ پارٹی کی تحریک پر لینن نے اکتوبر ۱۹۱۷ء میں یہاں پر اشتراکی انقلاب برپا کیا۔ اس انقلاب کے دیگر مظاہر کے ساتھ دو چیزیں یہ بھی روئی فضاوں میں مسلط ہوئیں کہ: نجہب افون ہے، اور نہیں تعلیمات کا مذاق اڑانا ترقی پسندی ہے۔ دوسرا یہ کہ الہی ہدایت کے تحت انسان کے باہمی تعلقات میں بالخصوص کلاح کے تصورات کو فرسودہ اخلاقیات کا کہاڑا خانہ قرار دینا روش خیالی ہے۔ اس کے ساتھ ہی اشتراکی انقلابیں نے ایسے خانگی معاهدے کی بنیاد رکھی، جس کی پاہندی میں صنیٰ خود اختیار ہتھی اور صنیٰ آزادی میں تو آزادی کی کوئی حد نہ تھی۔ مغرب کے اسی آزاد خیال معاشرے کے ایک داشت ورثاً ڈاکٹر لیونڈ کیجا یف سانچ (Leonid Kitaev Smy) کا مختصر مضمون روز نام پر اودا (اگریزی) ماسکو، ۵ مئی ۲۰۰۸ء میں شائع ہوا ہے۔ موصوف پیشے کے اعتبار سے ماہر فیزیات ہیں اور رشین اکیڈمی آف سائنسز میں رشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ آف کلچرالوجی کے سینیٹر محقق ہیں۔ ان کا یہ مضمون عبرت کا جہاں سمجھئے ہوئے ہے۔

اسلام نے حیا، حجاب، ستر، غضیٰ بصر اور کھلے چھپے میں فکری پاکیزگی کا قانون عطا کیا ہے، اور اس کے نفاذ کے لیے ہر فرد کو ذمہ دار، پاہندا اور جواب دہ قرار دیا ہے۔ پھر ریاست کو امر بالمعروف اور نہیں عن المکر کی ذمہ داری سونپی ہے، کہ اسی میں انسانیت کی فلاح ہے۔ مادر پر آزادی کے مغربی انعروں کی جانب پکتے خواتین و حضرات کے لیے خود مغرب سے بلند ہوتی اس جیخ میں ایک پیغام ہے۔ خاص طور پر ان خواتین کے لیے کہ جنہوں نے جانے یا آن جانے میں بے حیائی کے تصور و عمل کو معمولی چیز سمجھا ہے۔

انجام کار ہمارے ہاں خواتین میں آدھے یا پورے عریان بازوؤں کی پوشاکیں، اونچی شلواریں، قیصوں کے بلند چاک، بیک پتوںیں، کھلی شرٹ، باریک کپڑے، منی اسکرٹس کا رواج روزافروں ہے۔ دوسری طرف ایٹھنیٹ کیلوں کے پہلو پہلو ٹوپی وڈیوی ڈین، کیبل سروس کی فراہم کروہ وابی تباہی، تخلوٰ تعلیم کی سلسلتی بھیاں، جیجان انگیز اشتہار بازی اور ہورڈنگز کی یلغار ہے۔ ان تمام چیزوں کی ذمہ داری ہمارے معاشرے کے سیاسی، انتظامی، مہمی، سماجی، میڈیا، تجارتی اور اسلامی اداروں پر بھی آتی ہے۔ ہمارے معاشرے کو پراودا کے اس مضمون میں اپنا چہرہ دیکھنا چاہیے۔ یہ مسئلہ محض دین اور اخلاق کا نہیں ہے، بلکہ اس کے ساتھ خود انسانی زندگی اور معاشرت کی بنیادیں وابستے ہیں۔ (مترجم)

مردوں میں بہت سی بیماریوں کا ایک بڑا سبب عورتوں کا جیجان انگیز لباس پہنانا اور اشتعال انگیز روپی اختیار کرتا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ مغربی تہذیب رفتہ رفتہ ایک ایسے معاشرے میں ڈھلن رہی ہے، جس میں مرد صفائی طور پر غیر مطمئن، جسمانی طور پر غیر فعال اور غیر صحت مند زندگی گزار رہے ہیں۔

امریکی تحقیق کاروں کی ۳۰ سالہ تحقیق کے مطابق ۶۰ سال کی عمر سے زیادہ [مغربی] مردوں کی ۸۰ فیصد تعداد میں مختلف بیماریوں میں گھری ہوئی ہے، اور اس میں سب سے بڑی بیماری مٹانے کے غدوو (پراسیٹ گلینڈ) کا کینسر ہے۔ ۳۰ سال سے بڑی عمر کا ہر تیس امریکی یا یورپی مرد مٹانے کے غدوو کی بیماری کا ہوکار ہے، تاہم مشرق میں یعنی والے مسلمانوں میں صورت حال مکمل طور پر اس کے بر عکس ہے۔ عرب [اور مسلم] دنیا میں پراسیٹ کینسر کا مرض بالکل چیلنج پر ہے۔ اس فرق کے بارے میں عام طور پر سائنس دانوں کا خیال ہے کہ: ”اس کے اسباب میں موکی حالات اور کھانے پینے کے مشرقی لوازمات کو ڈھلن ہے۔“ مگر میرے خیال میں ان سائنس دانوں نے مذکورہ ہوش رہا چیلنج کی درست تشخیص نہیں کی ہے۔ ہمارے مطالعہ و تحقیق کے مطابق معاملہ دراصل یہ ہے کہ ترقی یا فتنہ دنیا میں جنسی انتقال کی شاہراہ پر دوڑتی عورت اشتعال انگیز لباس سے اپنا تن ڈھانپنے کی ناکام کوشش کر رہی ہے، جب کہ مشرقی [مسلمان] عورت اب بھی گاؤں، ڈھیلا اور ساتر لباس پہن رہی ہے۔ یہ ہے بنیادی سبب اس فرق کا۔

اس معاملے کا تکلیف دہ پہلو یہ ہے کہ گلیوں اور شاہراہوں پر چلتے ہوئے مرد، صفائی طور پر سخت نا آسودگی کا شکار ہوتے ہیں۔ جس کا ایک بڑا سبب عورتوں کے جسم کے عریان حصے دیکھنا ہے۔ باریک، مختصر لباس اور منی اسکرٹ وغیرہ انسیں یہ جانی سطح پر سخت متاثر کرتے ہیں۔ عورتوں کے یہ جدید فیش، مردوں کو جنسی بھوک میں جتنا کرتے ہیں۔ اس کا علاج ویسے ہی بہت کم درجے میں ممکن ہے، بھلا اس یہ جانی بیماری کا علاج بھی کیا جو ہر زیکر کیا جائے؟ تاہم اس کھیل کوبس ایک جیوانی ڈراما ہی کہا جا سکتا ہے۔ اب اگر ایک مرد کمزور ہے تو عورت اسے مسترد

کروتی ہے اور پھر یہی مرد ناطقی (امپوشنس) اور پارٹیٹ سے متعلق بیماریوں کی گرفت میں آ جاتا ہے۔ دیکھا جائے تو موجودہ زمانے کے مبنی صدر مددوں میں ناطقی دراصل: مستقل طور پر متقدار ویوں اور نا آسودہ جنپی انتشار کے خلاف قدرت کا خود کار رفاقتی ر عمل ہے، اور اب مستقل شکل اختیار کرتا جا رہا ہے۔

اسی طرح یہ پہلو بھی پیش نظر ہنا چاہیے کہ [مغربی] عورتیں اپنے جسم دکھاتے لباسوں اور عربیاں پنڈلیوں کے ذریعے مردوں کی قبریں کھو دتی ہیں۔ ذرا دیکھیے، ظاہرا ایک بھلی سی لڑکی، یہ جان انگیز وضع قطع کے ساتھ اپنے ایک دوست کی خوشی کے لیے مگر سے خرام خرام لٹکتی ہے، لیکن اپنے جلووں سے راستے بھر میں ایک درجن سے زیادہ مردوں کو [بلاوجہ] ہفتی اور صفائی اذیت میں جلا کرتی چلی جاتی ہے۔ یوں عربیانی ویرہنگی کے یہ کھلے تھیار بڑے بیانے پر جاتی ہمیلانے (ماں ڈسٹرکشن) کا کام کر جاتے ہیں۔ اس طرح یہ سارا عمل، مغربی تہذیب کا ایک مضمحل معاشرے کے پروار کر دیتا ہے۔

جنپیات کے ماہرین کے نزدیک مردوں میں کمزوری (امپوشنس) کو بڑھانے کا بڑا سبب حسب ذیل سرگرمیاں ہیں: شہوت اور جنپی یہ جان سے بھر پور ڈیوٹی میں، انتزیٹس پر عربیانی و فناشی پر ہفتی مواد دیکھنے کے لیے تجسس آمیز تھیش، محصر لباسوں میں ملبوس چلتی پھرتی عورتیں، جوش رساں اور کتب، بہمن درقص کے کلب، دغیرہ۔ (ذکورہ اخبار میں اس مضمون پر تبصرہ کرتے ہوئے ایک قاری نے لکھا: ”خیال کیجیے یہ تحریر کسی نہیں مولانا کی نہیں ہے۔“ دوسرے نے لکھا: ”ان چیزوں کا حقیقی اثر زیادہ تر توجہ ان مردوں پر ہوتا ہے۔“ تیسرے نے لکھا: ”اس جاتی کا ایک بڑا سبب خود شراب بھی تو ہے۔“)